بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:13

حضرت یوسف علیہ السلام کی تواضع:

جب عورتوں کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی اور پاکدامنی ثابت ہوگئی تو اس موقع پر بھی انتہائی تواضع اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں بتاتا کیونکہ نفس ہر انسان کو گناہ کا حکم دیتا ہے، یہ صرف میرے رب کی رحمت ہے جس کی وجہ سے میں برائی سے محفوظ رہا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت:

جب شاہِ مصر نے یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کا پورا خواب اور اس کی تعبیر دوبارہ بتائی تو بادشاہ نے کہا کہ اس کا انتظام کون کرے گا؟ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجھے وزیر خزانہ بنادو، میں نگرانی کر سکتا ہوں اللہ نے مجھے اس کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔

کچھ عرصے کے بعد بادشاہ نے حکومت کے تمام اختیارات یوسف علیہ السلام کو سونپ دیے اور ان کے ہاتھ پر اسلام بھی قبول کرلیا۔ آپ نے بہت عمدہ طریقے سے انتظامات فرمائے۔

برادران کا مصر میں پہلا داخلہ:

جب یوسف علیہ السلام خزانے پر متعین ہوگئے اس وقت یہ طے کیا گیا کہ قحط کی وجہ سے ہر آدمی کو ایک خاص مقدار میں غلہ دیا جائے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی آئے اور آپ کا سب سے چھوٹا بھائی بنیامین ساتھ نہیں تھا۔ جب واپس جانے لگے تو یوسف علیہ السلام نے پوچھا تم کتنے بھائی ہو انہوں نے بتایا ایک بھائی اور ہے وہ

والد کے پاس ہے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا آئندہ اس کو بھی لانا اگر نہ لائے تو تمہیں غلہ نہیں دوں گا۔ ان کی واپسی کے وقت یوسف علیہ السلام نے ان کے پیسوں کو انہی کے سامان میں رکھوا دیا اور ان کو پتہ بھی نہ چلا۔ جب واپس جا کر انہوں نے سامان کھولا تو اس میں پیسے موجود تھے انہوں نے کہا پیسے بھی واپس آگئے بہت نیک بادشاہ ہے!

بنیامین کو مصر لے جانے کی درخواست:

پھر اپنے والد سے کہا کہ اس نے کہا ہے کہ تم اپنے باپ شریک بھائی کو بھی لے کر آنا۔ انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں، ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہلے سے جھٹکا لگا ہوا تھا فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا یہاں تک کہ تم مجھ سے پختہ عہد کرو کہ تم اس کو واپس لاؤ گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی تدبیر:

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو نصیحت فرمائی کہ میرے بیٹو! جب تم مصر میں داخل ہو تو الگ الگ دروازے سے داخل ہونا۔ وہ خوبصورت اور قد آور تھے تو آپ کو خدشہ ہوا کہ کہیں نظر نہ لگ جائے۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا دیا کہ یہ محض ایک تدبیر ہے باقی کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ بیٹے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مختلف دروازوں سے داخل ہو گئے۔

برادران کا مصر میں دوسرا داخلہ:

بنیامین جب پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے انہیں اپنے پاس خاص جگہ دی اور فرمایا میں تمہارا بھائی یوسف ہوں لہذا تم ان باتوں پر رنجیدہ نہ ہونا جو یہ کرتے رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک تدبیر اختیار کی جس سے بنیامین ان کے پاس

رہ جائے۔ جب یہ واپس جانے لگے تو غلہ ناپنے کا پیمانہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کہنے پر چھوٹے بھائی کے غلہ کے اندر رکھ دیا گیا۔ جب یہ چلے تو حکومت کی طرف سے ایک شخص نے اعلان کیا کہ ہمارا غلہ ناپنے کا جو برتن تھا وہ چوری ہو گیا تم سب تلاشی دو۔ انہوں نے کہا ہم تو چور نہیں۔ اعلان کرنے والوں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو اس کی کیا سزا ہو گی؟ خود انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اسے روک لیا جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں یہی حکم تھا۔ پہلے دوسرے بھائیوں کی تلاشی لی پھر بنیامین کی۔ ان کے سامان سے پیالہ برآمد ہو گیا تو بھائی کہنے لگے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف علیہ السلام) بھی چوری کر چکے ہیں۔

برادران کی یوسف علیہ السلام سے درمندانہ التجا:

جب بنیامین کو روکا جانے لگا تو بھائیوں کو پریشانی لاحق ہوئی اب منت سماجت شروع کی کہ ہمارے ابا بوڑھے اور ضعیف ہیں لہذا آپ ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ رکھ لیں بنیامین کو واپس جانے دیں ہم آپ کو محسنین میں سے سمجھتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے کہا میں اس ناانصافی سے پناہ مانگتا ہوں کہ جس شخص کے پاس سے ہماری چیز ملی ہے اس کو چھوڑ کر کسی اور کو رکھ لیں۔

برادران کی مایوسی اور مشورہ:

جب وہ یوسف علیہ السلام سے مایوس ہو گئے تو آپس میں مشورہ کرنے لگے بڑے بھائی یہودا نے کہا کہ تمہارے والد نے بنیامین کے متعلق ہم سے پختہ عہد لیا تھا۔ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں جو تم کوتاہی کر چکے وہ بھی معلوم ہے لہذا میں تو واپس نہیں جاؤں گا۔ تم جاؤ اور جا کر اپنے والد سے کہو کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے جس کی وجہ سے بادشاہ نے اسے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ تصدیق کے لیے

قافلے والوں سے پوچھ لیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب:

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کی بات سن کر وہی جواب دیا جو یوسف علیہ السلام کے متعلق دیا تھا اور فرمایا کہ میں صبر کروں گا، کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس لے آئے۔ اور کہا کہ میں اپنے رنج و غم کی فریاد اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں۔

برادران کا مصر میں تیسرا داخلہ:

جب بھائی واپس یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کہا ہمارے گھر والوں پر سخت مصیبت آپڑی ہے اور ہم معمولی سی رقم لے کر آئے ہیں، آپ ہمیں غلہ پورا پورا دے دیں اور مہربانی کا معاملہ فرمائیں۔ اب یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف (علیہ السلام) اور اس کے بھائی بنیامین کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ یوسف علیہ السلام کے واقعے کو چالیس سال گزر چکے تھے۔ بھائیوں نے سوچا کہ بادشاہ کو یوسف کے بارے کیسے علم ہو گیا ہے! تو بھائی کہنے لگے کیا آپ یوسف ہیں؟ یوسف علیہ السلام نے فرمایا جی میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے۔ اب کی بار یوسف علیہ السلام نے ساری حقیقت حال بیان فرمادی۔ بھائیوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہو گی۔

خاندان کو مصر لانے کا حکم:

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنی قمیص دی کہ اسے والد محترم کے چہرے پر ڈال دینا اس سے ان کی بینائی واپس آجائے گی۔ اور والدین سمیت

پورے خاندان کو مصر لے آنا۔ قافلہ ابھی شہر سے نکلا ہی تھا کہ ادھر یعقوب علیہ السلام نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا کہ میں یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ جب برادران پہنچے اور قمیص چہرے پر ڈالی تو بینائی واپس آگئی۔ پھر برادران نے سارا قصہ سنایا کہ یوسف علیہ السلام ملکِ مصر کی بادشاہت کے عہدے پر فائز ہو چکے ہیں۔

برادران کا خاندان سمیت مصر میں چوتھا داخلہ:

حضرت یعقوب علیہ السلام کی قیادت میں پورا خاندان؛ کنعان سے مصر کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہاں پہنچے تو یوسف علیہ السلام ان کے استقبال کے لیے شہر مصر سے باہر تشریف لائے۔ والدین سے ملاقات ہوئی تو ان کا خاص اکرام کیا اور انہیں تخت پر بٹھایا۔ وہ سب ان کے سامنے سجدے میں گر پڑے، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اباجان! یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسے رب تعالیٰ نے سچ کر دکھایا۔ یہ سجدہ یا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لیے تھا کہ یوسف علیہ السلام مل گئے ہیں یا سجدہ تعظیمی تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں جائز تھا۔

سورۃ الرعد

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں کائنات کی ایک اہم نشانی (الرَّعۡدِ) یعنی بادلوں کی گرج چمک بھی ہے۔ اسی پر اس سورۃ کا نام سورۃ "الرعد" رکھا گیا ہے۔

قدرتِ باری تعالیٰ کی نشانیاں: (2)

یہاں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی بڑی بڑی نشانیاں (آسمان، سورج اور چاند) بیان کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے آسمان کو بغیر ستونوں کے کھڑا

کیا ہوا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلیل ہے۔ سورج اور چاند اپنے مدار میں گردش کررہے ہیں ان میں سے ہر ایک مقرر کردہ رفتار سے چل رہا ہے نہ اس میں کمی کرتا ہے نہ بیشی۔ ان ساری چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے ہماری خدمت پر لگا رکھا ہے۔

فرشتوں کی ذمہ داری:(11)

اس آیت میں فرشتوں کی ذمہ داری کو بیان کیا جارہا ہے کہ یہ انسانوں کی بحکم الٰہی حادثات سے حفاظت فرماتے ہیں۔ فرشتوں کی ڈیوٹی کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جو چاہے کرتا پھرے کہ یہ فرشتے حفاظت کرلیں گے، اللہ تعالیٰ بذات خود کسی بھی قوم کی اچھی حالت کو بری حالت سے تبدیل نہیں کرتے ہاں جب وہ قوم خود نافرمانی پر اترتی آتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے اور وہ محافظ فرشتے بھی اس وقت ہٹ جاتے ہیں۔

حق اور باطل کی مثال:(17)

اللہ تعالیٰ نے یہاں حق و باطل کی مثال دی ہے کہ باطل ایک مرتبہ ایسا ہوتا ہے جیسے سیلاب آتا ہے پانی چڑھ جاتا ہے اور اس کے اندر میل کچیل اور جھاگ بھی ہوتی ہے اور ایسا نظر آتا ہے کہ نہ جانے کیا ہوگا۔ پھر جب جھاگ ختم ہوجاتی ہے اور خالص چیزیں جو لوگوں کے لیے فائدہ مند ہوتی ہیں نیچے رہ جاتی ہیں تو ایسے ہی باطل کا ریلہ آتا ہے تو بسا اوقات حق بظاہر دب جاتا ہے جب باطل ختم ہوتا ہے تو حق پھر ابھر کر اوپر آجاتا ہے۔ اسی طرح سونا چاندی پگھلاتے ہیں اس میں اصلی چیز نیچے رہتی ہے اور میل کچیل اوپر آجاتا ہے اس کو پھینک دیتے ہیں اسی طرح باطل آتا ہے ختم ہوجاتا ہے اور حق باقی رہتا ہے۔ وقتی مشکلات سے متاثر نہیں ہونا چاہیے حق حق ہے اور وہ اپنی طاقت دکھاتا ہے، حق اپنا راستہ بھی خود بناتا ہے۔

متقین کے اوصاف:(20)

یہاں اللہ تعالیٰ نے متقین کے آٹھ اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ جن رشتوں کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں جوڑے رکھتے ہیں۔ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ حساب کے برے انجام سے خوف کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر سے کام لیتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ جو ہم نے انہیں رزق عطا کیا ہے اس میں سے خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں۔ بدسلوکی کا دفاع حسن سلوک سے کرتے ہیں۔

کفار کے مطالبات:(27)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سارے معجزات دیے گئے تھے لیکن کفار فرمائشی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے۔ جب ان کا مطالبہ پورا نہ ہوتا تو وہ کہتے کہ ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی؟ یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے مطالبات ان کی گمراہی کی دلیل ہیں۔ فرمایا کہ اگر ان کے فرمائشی معجزات پورے ہوجاتے تو یہ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔

تسلی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:(43)

سورت کے آخر میں ہے کفار اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ آپ رسول نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں کہ آپ ان کی پرواہ نہ کریں اللہ تعالیٰ بذات خود آپ کی رسالت کے گواہ ہیں اور اہلِ علم بھی گواہ ہیں۔

سورۃ ابراہیم

اس سورۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے اس لیے اس سورۃ کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے۔

نزولِ قرآن کریم کی حکمت:(1)

سورۃ کی ابتداء میں قرآن کریم کو نازل کرنے کی حکمت کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں یعنی اس ذات کے راستے کی طرف جس کا اقتدار سب پر غالب ہے۔

قرآن کریم عربی میں کیوں نازل ہوا؟(4)

کفار مکہ کو اعتراض تھا کہ قرآن کریم عربی زبان میں کیوں نازل کیا گیا ہے کسی اور زبان میں ہوتا تو اس کا معجزہ ہونا بھی ظاہر ہو جاتا۔ اللہ رب العزت نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے جب بھی کسی قوم میں نبی بھیجا تو اس قوم کی زبان دے کر بھیجا تاکہ وہ انہیں ان کی زبان میں بات سمجھا سکے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم قریش کی زبان عربی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل فرمایا تاکہ ان کے لیے سمجھنا آسان ہو جائے۔

شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ:(7)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ یا تو مقدار میں اضافہ ہوتا ہے یا نعمتوں کے باقی رہنے میں ہوتا ہے۔ شکر کرنے کے بجائے ناشکری کی جائے تو یا دنیا میں نعمتیں چھین لی جائیں گی یا آخرت میں عذاب ہو گا۔

کلمہ طیبہ اور کلمہ خبیثہ کی مثال:(24)

کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ ایمان اور توحید ہے۔ کلمہ خبیثہ سے مراد کفر اور شرک کا کلمہ ہے۔ فرمایا: کلمہ طیبہ اس پاک درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں مضبوط

ہوں اور اس کی شاخیں آسمان کی طرف بلند ہوں اور وہ پھل بھی خوب لاتا ہے۔ اس سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ اور کلمہ خبیثہ اس پودے کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے ہی اکھاڑ لیا جاتا ہے، اس کو زمین میں کوئی استحکام اور جماؤ نہیں ہوتا یعنی اسے اکھاڑیں تو فوراً اکھڑ آتا ہے۔ اس سے مراد حنظل یعنی اندرائن کی بیل ہے جس کا پھل سخت کڑوا ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں:(35)

آخر میں اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر کیا جب آپ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو کعبہ میں چھوڑ کر گئے تو دعا فرمائی:

اے اللہ! شہر مکہ کو امن کا گہوارہ بنا، مجھے اور میری اولاد کو ہمیشہ بت پرستی سے بچانا، انہیں پھلوں کا رزق عطا فرمانا۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور آج کعبہ پوری دنیا میں امن کی جگہ ہے۔ جب موسم نہیں ہوتا پھر بھی سارے پھل وہاں پر الحمدللہ میسر ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لیے رزق، امن اور برکت کی دعا مانگنا انبیاء کرام علیہم السلام کا شیوہ ہے۔ اور ہمیں بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنی اولاد کے لیے اور تعلق والوں کے لیے دعاؤں کا اہتمام کریں

سورۃ الحجر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں قوم ثمود کی بستیوں کا تذکرہ ہے جنہیں حجر کہا جاتا تھا، اسی مناسب سے اس سورۃ کا نام سورۃ الحجر رکھا گیا ہے۔

پارہ نمبر:14

کفار کی تمنا:(2)

موت اور حشر کے بعد جب مسلمانوں کو جنت میں مقامات ملیں گے اور کافروں کو جہنم میں عذاب ملے گا تو کافر یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔

حفاظتِ قرآن:(9)

توراۃ، انجیل اور زبور کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے نہیں لی بلکہ علماء کو دی لیکن وہ لوگ ان کتب کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔ اس لیے قرآن قیامت تک محفوظ رہے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق:(26)

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا پھر ان میں روح کو ڈالا۔

اہل جنت کا ذکر:(45)

اہل جنت؛ جنت میں باغات اور چشموں میں رہیں گے۔ اہل جنت کے سینوں میں باہم جو کچھ رنجش ہو گی وہ نکال دی جائے گی اور وہ بھائی بھائی بن کر رہیں گے۔

اصحاب حجر:(80)

وادی حجر میں قوم ثمود آباد تھی۔ ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت دی لیکن قوم نے آپ کو جھٹلایا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ایک ہیبت ناک آواز کے ذریعے ہلاک کر دیا۔

فاتحہ کو "قرآن عظیم "کہنے کی وجہ:(87)

اے پیغمبر! ہم نے آپ کو ایسی سورۃ عطا کی جو بار بار پڑھی جاتی ہے۔

"قرآن عظیم" سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے۔ گویا ایک طرح سے فاتحہ بھی پورا قرآن ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ پورے قرآن کے مضامین کا خلاصہ سورۃ الفاتحہ میں ہے۔

علی الاعلان تبلیغ کا حکم:(94)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پہلے پوشیدہ طور پر عبادت او تبلیغ کیا کرتے تھے۔ بعد میں علانیہ طور پر عبادات اور تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پوری زندگی عبادت کرنے کا حکم:(99)

فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ اللہ تعالیٰ کی پوری زندگی عبادت کریں یہاں تک اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس بلالیں۔

نوٹ: اس "عبادت" سے مراد تکلیفی عبادت ہے جس کے کرنے پر اجر وثواب ملتا ہے۔ ایک عبادت قبر والی ہے جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ یہ تلذذی عبادت ہے، اس پر اجر وثواب نہیں۔

سورۃ النحل

وجہ تسمیہ:

"نحل" شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں شہد کی مکھی کا ذکر ہے۔

انسان کی تخلیق اور ناشکری:(4)

انسان کو ایک حقیر وذلیل اور بے قدر نطفے سے پیدا کیا گیا۔ لیکن جب اسے قوتِ گویائی اور دیگر صلاحتیں دے دی گئیں تو جس ذات نے اسے پیدا کیا؛ اسی کی ذات اور مخصوص صفات میں شریک ٹھہرا کر جھگڑا کرنے لگا۔

انعاماتِ خداوندی:(5)

انسانوں کے فائدے کے لیے کئی نعمتیں پیدا کی گئی ہیں مثلاً جانور:

1: ان کی اون سے کپڑے بنائے جاتے ہیں

2: کھال سے پوستین وغیرہ بناتے ہیں جو انسان کو سردی سے محفوظ رکھتے ہیں۔

3: انسان کے لیے بطور غذا بھی کام آتے ہیں۔

4: ان کا دودھ پیا جاتا ہے۔

5: ان پر بوجھ لادا جاتا ہے۔

سمندر کے فوائد:(14)

1: تازہ گوشت ملنا۔ مراد مچھلی ہے۔

2: زیورات نکالنا۔

3: کشتیوں اور بحری جہازوں پر تجارت کرنا۔

متکبرین سے سوال:(24)

متکبرین سے جب سوال کیا جائے کہ تمہارے پروردگار نے کیا بات نازل کی ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی من گھڑت کہانیاں اور افسانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن یہ لوگ خود اپنے گناہوں کے پورے پورے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان لوگوں کے بوجھ بھی جن کو یہ بغیر علم کے گمراہ کررہے ہیں، اور یہ بوجھ بہت ہی برا ہے جس کو یہ اٹھارہے ہیں۔

متقین سے سوال:(30)

گزشتہ آیات میں یہی سوال متکبرین سے کیا گیا تھا۔ اب یہاں سے متقین سے پوچھا جارہا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا بات نازل فرمائی ہے؟ تو وہ اپنے تقوی

کی روشنی میں یوں جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خیر کی بات اتاری ہے۔ آگے ان کے نتیجے کو بیان کیا کہ ان کے لیے دنیامیں بھی بہتری ہے اور آخرت کا گھر تو ہے ہی سراپا بہتری جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

منکرینِ رسالت کے شبہ کا جواب:(43)

منکرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار اس وجہ سے کر رہے تھے کہ آپ بشر اور انسان ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق کسی انسان وبشر کو رسول نہیں ہوناچاہیے۔ انہیں بات سمجھائی کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء بھیجے ہیں وہ سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اے منکرو! اگر تمہارے پاس علم نہیں ہے تو اہلِ علم سے پوچھ لو۔

نوٹ: اس آیت سے تقلید ثابت ہو رہی ہے کہ اگر کسی آدمی کے پاس دلیل نہ ہو تو اہلِ علم سے پوچھ لے۔ اسی کا نام "تقلید" ہے۔

بچی کی پیدائش پر مشرکین مکہ کی حالت:(57)

گزشتہ آیت میں مشرکین کی بے انصافی بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد بھی مانتے ہیں لیکن وہ جنس (بیٹیاں) جسے خود قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اب یہاں سے ان کی بری عادت کو بیان کیا جارہاہے کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا ہو توخوش ہوتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کسی کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوتی تو ان کا چہرہ سیاہ ہو جاتااور اسے اتنابرا سمجھتے کہ لوگوں سے منہ چھپاتے پھرتے۔ اور سوچتے رہتے کہ ذلت برداشت کرکے اسے اپنے پاس رکھ لیں یا پھر زمین میں دبادیں۔ یہ کتنابرا فیصلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

انعامات خداوندی:(66)

1: دودھ (جو گوبر اور خون کے درمیان سے آتا ہے اور بالکل صاف شفاف)

2: پھل (ان میں سے بہترین پھل کھجور اور انگور)

3: شہد (اس میں لوگوں کے لیے شفا)

علم غیب اللہ تعالیٰ کی ذات کا خاصہ ہے:(77)

آسمان وزمین کی تمام پوشیدہ باتیں صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے علم میں نہیں ہیں۔ ان غیوبات میں سے ایک بڑی چیز قیامت کا معاملہ ہے جسے اللہ تعالیٰ آنکھ جھپکنے یا اس سے بھی پہلے پہلے ظاہر فرمادیں گے۔اس کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

جامع ترین آیت:(90)

یہ قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ انصاف کرنے، بھلائی کرنے اور قریبی رشتے داروں کو ان کے حقوق دینے کا حکم دے رہیں۔ اور بے حیائی، بدی اور ظلم وزیادتی کرنے سے منع فرمارہے ہیں۔ اس آیت میں اللہ نے پورے دین اسلام کو سمیٹ کرر کھ دیا ہے۔

نسخ پر شبہ اور جوابِ شبہ:(101)

اللہ تعالیٰ حکیم ذات ہیں اور کبھی کبھی اپنے احکامات میں تبدیلی فرماتے ہیں یعنی ایک حکم تبدیل کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم نازل فرمادیتے ہیں۔ مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے کہ احکامات کو تبدیل کیوں کیا جارہا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ آپ اپنی طرف سے گھڑ کرلاتے ہیں۔ انہیں جواب دیا کہ یہ قرآن گھڑا ہوا نہیں بلکہ اللہ

تعالیٰ کی طرف حق اور سچ ہے جسے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے نازل کیا گیا ہے۔

اسلام کے سب سے پہلے شہداء:(106)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے اور ان پر آزمائشیں بھی بہت آئی ہیں۔ یہ آیت حضرت عمار، حضرت یاسر اور حضرت سمیہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کے متعلق ہے۔ کفار نے انہیں گرفتار کرکے کہا یا تو کفر اختیار کرو یا پھر قتل کر دیے جاؤ گے۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ نے کلمہ کفر نہ کہا یعنی رخصت چھوڑ کر عزیمت پر عمل کر کے جامِ شہادت نوش فرمالیا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے بھی عزیمت پر عمل کیا تو دو اونٹوں کے ذریعہ ان کے جسم کے دو حصے کر دیے گئے۔ یہ دونوں بزرگ اسلام کے سب سے پہلے شہید ہیں۔ جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے رخصت پر عمل کیا۔ دل ایمان پر مطمئن تھا صرف زبان سے کلمہ کفر کہہ دیا تھا۔ اور خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جا کر اپنا واقعہ سنایا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ دل ایمان پر مطمئن ہو تو زبان سے مجبوراً کلمہ کفر کہہ لینا کفر نہیں۔

امام الموحدین پر دنیا و آخرت کی نعمتیں:(120)

حضرت ابراہیم علیہ السلام پیشوا تھے۔ آپ علیہ السلام نے ہر طرف سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرلی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو نعمتیں دی رکھی تھیں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ دنیا میں نعمتیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتداء اور پیشوا بنا دیا اور دنیاوی نعمتیں بھی عطا فرمائیں۔ امت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تنہا ایک فرد تھے لیکن پوری امت اور قوم کے کمالات و فضائل کے جامع تھے۔ اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کی نسل سے انبیاء

علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تقریباً چار ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے۔ دوسرے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے آپ علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، سید الاولین والآخرین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آخرت کی نعمت یہ کہ آپ علیہ السلام صالحین میں سے ہوں گے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا۔

دعوتِ دین کے طریقے:(125)

اس آیت میں اللہ پاک نے دعوت کی ترتیب بتائی ہے کہ جب دعوت دینی ہو تو تین طریقے استعمال کریں:

1- دلیل سے بات کریں۔

2- فضائل اور ترغیب سے بات کریں۔

3- اگر شبہات پیش کیے جائیں تو ان کو اچھے انداز سے رد بھی کریں۔

ان تین طریقوں کو میں اپنی زبان میں سمجھانے کے لیے دو جملے کہتا ہوں کہ ہمارے ذمے دو کام ہیں:

- امت کو ایمان واعمال پر لانا
- امت کے ایمان واعمال کو بچانا۔

امت ایمان واعمال پر آتی ہے فضائل سے اور امت کا ایمان واعمال بچتا ہے دلائل سے، شبہات کا رد کرنے سے؛ تبلیغ والوں کے ذمے لانا ہے اور ہمارے ذمے بچانا ہے۔